فقہ الحیوان

حدیث نبوی ﷺ اور سائنسی علوم......

مولانا عبدالحق ہاشمی

علم حیوانات(zoology)

عن رافع بن خدیجؓ قال: کنامع النبی ﷺ فی سفر فند بعیر من الابل فطلبوہ فاعیاھم فرماہ رجل بسھم فحسبہ فقال رسول اللہ ﷺ: ان لھذہ البھائم اوابد کاوابدالوحش فاذا غلبکم منھا شئی فافعلوا بہ ھکذا. (صحیح بخاری: ۷۔۲۵۰۷۔۵۵۰۹، المنتقی لابن جارود: ۸۷۱)

''حضرت رافع بن خدیج بتاتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں اللہ کے نبی ﷺ کے ہمراہ تھے، اچانک ایک اونٹ بدک کر بھاگ گیا، لوگوں نے پکڑنے کی کوشش کی، مگر اونٹ نے انہیں تھکا دیا۔ ایک شخص نے اپنا تیر اس اونٹ پر چلا دیا اور اسے پکڑ لیا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے (یہ ماجرا دیکھ کر) فرمایا: بے شک ان گھریلو جانوروں میں بھی نفرت و وحشت ہوتی ہے، لہذا تم میں سے کسی کو کوئی جانور عاجز کر دے تو وہ اسے قابو کرنے کے لیے یہی طریقہ اختیار کرے،،۔

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے یہ حدیث ''ذبیحہ،، یعنی مختلف جانوروں کو ذبح کرنے یا کسی تیز دھار چیز سے جانور کے بدن سے خون بہا کر اسے حلال کرنے کے باب میں ذکر کی ہے، اس کے فقہی احکامات سے قطع نظر اس حدیث میں علم حیوانات کی مبادیات سے بھی پردہ اٹھایا گیا ہے۔ سب سے پہلے تو جانوروں کی (بھیمۃ) یعنی گھریلو اور مانوس اور وحشی اور جنگلی میں بنیادی تقسیم ہے، اس تقسیم کی بنیاد پر ہی دونوں کے احکام ذبح بالکل مختلف ہیں۔ گھریلو جانوروں کے آدابِ ذبح تفصیل سے کتبِ فقہ میں موجود ہیں اور بڑی حد تک لوگوں میں معروف ہیں۔ البتہ وحشی جانوروں کو قابو کر کے مانوس جانوروں کی مانند پورے آداب سے ذبح کرنا چونکہ ممکن نہیں لہذا انہیں تیر و نیزے اور آجکل کی جدید بندوق کی گولی سے زخمی کر کے خون بہہ جانے پر حلال قرار دے دیا گیا ہے۔ اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ گھریلو حیوانات میں بھی بسا اوقات وحشت وضد اور فرار کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ایسی صورت میں اسے حلال کرنے کا طریقہ بھی وہی ہوگا جو جنگلی جانوروں کے لیے تجویز کیا گیا ہے۔ یہاں ضمناً ایک اور علمی حقیقت بھی واضح ہوگئی اور وہ ہے گھریلو اور جنگلی جانوروں کی فطرت وخصائل اور نفسیات کی معرفت ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی بدویانہ معاشرت اور صحرائی بود و باش کے باوصف جانوروں کی عادات اور طبیعت سے

پوری طرح آگاہ تھے، بلکہ گاہے بگاہے ان میں ہونے والے تغیرات سے بھی واقف تھے اور ایسی غیر متوقع صورت حال پیش آجانے پر اس کے حل کی تدابیر کو بھی جانتے تھے۔

بعض دوسری احادیث میں گھریلو جانوروں کے گمشدہ ہوجانے پر ایک بدوی نے ان کی ملکیت کے بارے میں حکم دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ان جانوروں کی نفسیات، استعداد بقا اور حجم کو ملحوظ رکھتے ہوئے جواباً فرمایا: جہاں تک بھیڑ بکری کا تعلق ہے وہ یا تو تمہاری ہے یا تمہارے کسی بھائی کی یا پھر بھیڑیے کی خوراک ہوگی۔ اس نے گمشدہ اونٹ کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے غضبناک ہوکر فرمایا: تمہیں اس کی کیا فکر، اس کے پاس مضبوط پاؤں اور اپنی پیاس بجھانے کا ذخیرہ موجود ہے، وہ پانی پیے گا اور درختوں سے کھائے گا، حتی کہ اس کا مالک اس تک پہنچ جائے گا۔ (صحیح بخاری: ۹۱)

اس حدیث میں بھی خاص طور پر اونٹ کی بعض منفرد صفات اور صلاحیتوں کا ذکر زبان نبوی سے ادا ہوا ہے جب کوئی ایسا سائنٹفک ذریعہ دستیاب نہیں تھا، جس سے ان کا اندازہ کیا جاسکتا، آج بہت زمانے کے بعد ماہرین علم حیوانات میکانکی تجربوں کے بعد ان پیغمبرانہ بیانات کی تصدیق کر رہے ہیں۔

ذبح کی مہارت

عن شداد بن اوس ؓ قال: سمعت رسول الله قال: ان الله كتب الاحسان على كل شئ فاذا اذبحتم فاحسنوا الذبحة وليحد احدكم شفرته وليرح ذبيحة. (صحیح مسلم: ۵۱۶۷، مسند البزار ۳۴۶۸)

''حضرت شداد بن اوس ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: بے شک اللہ نے ہر شے پر احسان کرنا لازم کردیا ہے، لہذا جب تم ذبح کرنا چاہو تو اچھے انداز سے ذبح کرو، تم میں ہر ذبح کرنے والا اپنی چھری خوب تیز کرے اور اپنے ذبیحے کو راحت پہنچائے،،۔

ذبح کرنے کی اچھائی کیا ہوسکتی ہے؟ حالانکہ بظاہر گلے کا کٹنا خود ایک خوفناک عمل ہے، حدیث بالا پر غور کرنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ذبح کرتے ہوئے تیز چھری کا استعمال ذبح کی اچھائی بھی ہے اور جانور کے ساتھ حسن سلوک بھی، یہی عمل اگر کند چھری اور نا تجربہ کار ہاتھوں سے انجام دیا جائے گا تو جانور کو اذیت اور تکلیف بھی زیادہ ہوگی اور اس کے خوف و دہشت میں بھی دوچند اضافہ ہوگا۔ تیز چھری سے دفعتاً حلق کی رگیں کٹ جانے کے نتیجے میں جانور فوراً بے ہوش ہوجاتا ہے، مگر حرام مغز کے ذریعے دماغ کا رابطہ بدن کے رگ و ریشے سے قائم رہتا ہے۔ یہ رابطہ اذیت اور تکلیف پر مبنی نہیں ہوتا جبکہ کند چھری سے بے ہوشی طاری نہیں ہوتی اور جانور تکلیف سے بے حال ہوجاتا ہے۔

جانوروں پر طاری ہونے والی مختلف کیفیات کا مطالعہ یہ انکشاف کرتا ہے کہ خوف و دہشت اور اذیت کے

مواقع پر جانوروں کے بدن میں ایک غدودی مادہ Histamine پیدا ہو جاتا ہے، اس کے باعث بدن کے اعصاب ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور خون کی نالیاں پھیل جاتی ہیں، چنانچہ اس کیفیت میں ذبح کرنے سے خون باہر نکلنے کے بجائے نالیوں کے اندر ہی رہ جاتا ہے اور کچھ ہی دیر میں وہیں جم جاتا ہے، یہ خون گوشت کو ناقابل استعمال، متعفن اور بے ذائقہ بنا دیتا ہے۔

اب یہ بات بخوبی سمجھی جا سکتی ہے کہ چھری کے تیز نہ ہونے اور ذبح کرنے میں ناتجربہ کاری کے باعث جو تاخیر جنم لیتی ہے اس کی وجہ سے ذبیحے کو راحت کے بجائے شدید تکلیف سے گزرنا پڑتا ہے اور اس کے جسم میں بعض کیمیائی عناصر کی پیداوار سے گوشت کا معیار بھی قابل غذا نہیں رہتا۔ نبی کریم ﷺ کی ہدایات میں کتنے فوائد مضمر ہیں سائنسی پیش رفت آئے دن انہیں آشکار کرتی رہے گی۔ (wikipedia عنوان Histamine)

ذبح اور قتل میں سائنسی فرق

عن رافع بن خدیج قال: عن النبی ﷺ قال: ماانهر الدم و ذکر اسم اللہ علیہ فکلوہ مالم یکن سن ولا ظفر. (صحیح بخاری: ۵۱۱۷)

وقال: کل ماافری الاوداج. (سنن کبری ازبیهقی: ۱۹۱۲۷)

عن ابی هریرۃ قال: بعث رسول اللہ ﷺ بدیل بن ورقاء الخزاعی یصیح فی فجاج منی: الاان الذکاۃ فی الحلق واللبۃ ولا تعجلوا الانفس ان تزهق. (سنن الدارقطنی: ۴۷۵۴)

عن ابن عمر: نهی عن النخع وقال انما یقطع دون العظم ثم یترک حتی یموت وقال هو السنۃ. (صحیح بخاری: تعلیقاً، باب ۱)

''حضرت رافع بن خدیج روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو چیز خون بہادے اور اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اسے کھالو، نیز آپ ﷺ نے فرمایا: جو چیز جانور کی خون کی نالیاں کاٹ دے اس سے ذبح کرنا درست ہے، لیکن دانت اور ناخن کے ذریعہ یہ عمل نہ کیا جائے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بدیل بن ورقاء خزاعی کو منی کی گھاٹیوں میں یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا کہ سنو: بے شک ذبح کی جگہ حلق اور گردن ہے اور جانور کے مرنے سے پہلے (سر اتارنے میں) جلدی نہ کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ ذبح کرتے ہوئے گردن کے مہرے نہ کاٹے جائیں اور ٹھنڈا ہونے تک جانور کو چھوڑ دیا جائے''۔

یہ چار احادیث اس لیے ذکر کی گئی ہیں کہ ذبح کرنے کا درست طریقہ واضح ہو جائے اور اس طریقے میں جو

فطری اور سائنسی محاسن مضمر ہیں ان کو الفاظ حدیث کی روشنی میں سمجھنا آسان ہو جائے۔

اوپر مذکورہ احادیث کے الفاظ پر غور فرمائیں تو ہمیں جانور کے ذبح اور اس کے قتل میں ایک باریک سا فرق نظر آتا ہے، اندازہ ہوتا ہے کہ ذبح جانور کی موت سے قبل ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے اس کے گوشت کو خون اور دیگر زہریلے مواد سے پاک کرنا مقصود ہے، تاکہ وہ صحت وتوانائی اور نفاست وپاکیزگی کے لحاظ سے کھانے کے قابل ہو سکے۔ چنانچہ گھریلو اور مانوس جانوروں کے لیے ہڈی اور تیز دھار ناخن کے علاوہ پتھر، لکڑی، بانس کا کنارا اور چھری وغیرہ سب سے ذبح کرنا جائز ہے۔ ان تمام اشیا سے مقاصد ذبح حاصل ہو جاتے ہیں۔ اگر ناتجربہ کاری اور جلد بازی کے باعث عمل ذبح اور جانور کی فوری موت کے درمیان مطلوب وقتی دورانیہ ملحوظ نہ رکھا جا سکے اور فوراً ہی گردن تن سے جدا کر دی جائے یا کسی اور ذریعے سے بے ہوشی اور مصنوعی موت پیدا کر کے جانور کو ذبح کیا جائے تو اکثر فقہاء کے نزدیک جانور حرام تو نہیں ہوتا البتہ اس کا گوشت معیارِ نفاست (Hygienic) اور اعلی ذوق کے موافق نہیں رہتا (الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۴/۳۰۱، از: ڈاکٹر زحیلی)

اسی طرح اگر جانور کو حلق کے بجائے گدی کی طرف سے ذبح کیا جائے تب بھی ابتداء حرام مغز کٹ جانے سے جانور کی موت پہلے واقع ہوتی ہے اور ذبح کا عمل بعد میں انجام پذیر ہوتا ہے، اس طریقے میں بھی ذبح کی وہ شرعی حکمتیں مفقود رہتی ہیں جن کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے۔

احادیث کی روشنی میں فقہاء نے ذبح کے جو آداب تجویز کیے ہیں، ان کے مطابق حلق اور ہنسلی کی ہڈی کے مابین کم از کم چار رگوں اور نالیوں کا کٹنا ضروری قرار دیا گیا ہے تاکہ ذبح کے مقاصد پورے معیار کے ساتھ حاصل کیے جا سکیں۔ (۱) سانس کی نالی (۲) خوراک کی نالی (۳۔۴) خون کے دائیں اور بائیں دونوں نالیاں۔ ان کے کٹنے کے بعد بھی گردن کی ہڈی اور اس میں موجود حرام مغز نہیں کٹنا چاہیے، تاکہ اس کے ذریعے دماغ اور بدن کے عضلات کا تعلق برقرار رہے اور بدن کی حرکات کے ذریعے خون سمیت دیگر فاسد مواد کٹی ہوئی رگوں سے باہر نکل جائے۔

ذرا غور کریں تو جانور حلال کرنے کے شرعی طریقے میں ایک مخصوص ترتیب کا التزام پایا جاتا ہے، جس میں سب سے پہلے عمل ذبح یا چھری کا مخصوص رگوں پر پھیرا جانا، پھر خون اور دیگر مواد کا اخراج اور پھر آخر میں جانور کی موت کا وقوع، جہاں بھی یہ ترتیب الٹ پلٹ ہو جائے گی ذبح کے فوائد ومحاسن حاصل نہیں ہوں گے۔

یہ وہ دقیق اور نفیس آداب ہیں جن کی حقیقت سے مغربی ماہرین علمی ٹیکنالوجی کے باوجود بے خبر رہے اور انہوں نے جذبہ رحم دلی کے باعث جانوروں کو ذبح کرنے کے ایسے مشینی طریقے متعارف کرائے جن

میں جانور پہلے نیم مردہ بے ہوش ہوجاتا ہے پھر اسے ذبح کے عمل سے گزارا جاتا ہے، نتیجۃً جانور کا خون پوری طرح بدن سے نکل نہیں پاتا اور اندر ہی بڑی مقدار منجمد ہوجاتی ہے۔

سعودی عرب کے چند جید علماء نے برازیل کے ایک ذبح خانے کا دورہ کیا تو وہاں کے انچارج نے اعتراف کیا کہ بجلی کے جھٹکے دے کر بعد میں ذبح کرنے سے جانوروں کا گوشت بہت جلدی سڑ جاتا ہے اور اس کا رنگ تبدیل ہوجاتا ہے۔(ابحاث ہیئۃ کبار العلماء۲/۶۹۵)

گھریلو اور مانوس جانور ہو یا جنگلی اور وحشی، حدیث میں اخراج خون کو ہر جگہ ملحوظ رکھا گیا ہے، کیونکہ انسانی معدے میں خون کو ہضم کرنے کا جوہر نہیں پایا جاتا، یہ خود بھی ہضم نہیں ہوتا اور دوسری خوراک کو بھی نا قابل ہضم بنا دیتا ہے۔

یورپ و امریکا میں مسلمانوں نے خالص شرعی اور اسلامی طریقہ ذبح متعارف کرایا تو ان اقوام کو گوشت کی رنگت، خوشبو، ذائقے اور پائیداری کے لحاظ سے اپنے اور مسلمانوں کے ذبیحے میں فرق معلوم ہوا۔ اب تو یہ بھی علمی طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ ذبح کے اثرات صرف گوشت پر ہی نہیں ہوتے بلکہ جانور کے چمڑے کا معیار بھی بلند ہوجاتا ہے۔ کھالوں کے ایک بڑے تاجر نے اپنا تجربہ بتاتے ہوئے واضح کیا کہ مجھے اسلامی ملکوں سے حاصل ہونے والے چمڑے کے زیادہ آرڈر اور زیادہ دام ملتے ہیں۔ چمڑے کی مصنوعات بنانے والی کمپنیوں کا کہنا ہے کہ ذبح ہونے والے جانوروں کا چمڑا زیادہ پائیدار اور چمک دار ہوتا ہے۔(دیکھیے: سنڈے ایکسپریس، ۲۳ ستمبر ۲۰۱۲ء)

یہ وہ تفصیل ہے جس سے ''ذبح'' اور ''موت'' کے درمیان فرق کا اندازہ ہوتا ہے، اس تمیز اور فرق کو سائنس سے پہلے اسلام نے متعارف کرایا اور سائنس نے بہت بعد میں اسے تسلیم کیا۔

اوپر حدیث میں ذبح کے موقع پر اللہ کے نام کا جو تذکرہ آیا ہے، اس کی علمی حکمت پر ہم الگ عنوان کے تحت گفتگو کریں گے۔

معیاری چارہ (Hygienic Feed)

عن ابی عمر قال: نھی عن اکل الجلالۃ و البانھا. (سنن ابوداود: ۳۲۹۱، سنن ترمذی: ۱۷۴۷)

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے گندگی کھانے والے جانور کے گوشت اور دودھ سے منع فرمایا ہے''۔

''جلالہ'' بھوک کے باعث گندگی اور غلاظت کھانے پر مجبور ہونے والے حلال جانور کو کہا جاتا ہے، یہ مرغی بھی ہو سکتی ہے اور دودھ دینے والا چوپایہ بھی۔ بالعموم ان جانوروں کو جب پیٹ بھرا چھی اور صاف ستھری غذا نہ ملے تو یہ گندگی کھانے پر مجبور ہوتے ہیں، اس صورت میں اس غلاظت کے بد اثرات کا ان کے

گوشت اور دودھ میں سرایت کر جانا یقینی امر ہے، اسی بنا پر نبی کریم ﷺ نے ایسے جانور کا گوشت اور دودھ استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ احتیاطی تدبیر اس وقت تجویز فرمائی جب گوشت اور دودھ کے کیمیاوی تجزیے کا کوئی انتظام نہیں تھا، لیکن تعجب ہے کہ تحلیل وتجزیے کے سائنٹفک ذرائع ایجاد ہو جانے کے باوجود بھی اہل مغرب اس حقیقت کو نہ سمجھ سکے اور اپنے پالتو جانوروں کو فربہ بنانے کے زعم میں انہیں خوراک میں مردہ جانوروں کے اعضا خون، انتڑیاں، چربی اور ہڈیوں کا چورا کھلاتے رہے اس کے نتیجے میں ۱۹۸۶ء میڈ کاؤ بیماری کا ظہور ہوا اور یہ انکشاف بھی کہ اس کا سبب وہی غذا جس کا اوپر تذکرہ کیا گیا ہے۔ جبکہ اس سے کم وبیش بیس سال قبل ۱۹۶۷ء میں برطانیہ اور فرانس سمیت یورپ کے کئی ملکوں میں منہ کھر کا مرض پھیلا اور ہزاروں بھیڑ بکریوں کو مار ڈالا گیا، کیونکہ اس مرض سے انسان بھی متاثر ہونے لگے تھے۔ پھر اس نئی صدی کے اوائل میں برڈ فلو کا حملہ ہوا اور لاکھوں مرغیاں اور دوسرے پرندے ہلاک کر دیے گئے، یہ سب وہ واقعات ہیں جن میں جانوروں اور پرندوں کو قصداً غلاظت پر مبنی خوراک دی گئی حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے مجبوراً گندگی کھا لینے والے جانوروں کا گوشت اور دودھ استعمال کرنے سے بھی منع فرما دیا تھا۔ (الطب الوقائی النبوی، ڈاکٹر محمد قاسم محمد، ص۵۰)

اب اس میں کیا شبہ رہ جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بتائی گئی احتیاط زیادہ برتر اور زیادہ سائنسی معیار کی حامل ہے اور اس کے مقابلے میں انسانی علم وتحقیق نقص وکمی اور ضعف وناتوانی کا شکار ہو جاتی ہے۔

صحت حیوانات (veterinary)

سہلؓ عن النبی ﷺ قال: اذ رای بعیراً قد لحق ظھرہ ببطنہ: اتقوا اللہ فی ھذہ الدواب المعجمہ کلوھا صالحۃ وارکبوھا صالحۃ. (صحیح ابن خزیمہ۔ ۲۵۴۵، تاریخ المدینۃ لابن شبۃ۔ ج۲/۵۳۶)

وقال علیہ السلام: کلوھا سماناً وارکبوھا صحاحاً. (معجم کبیر، از: طبرانی۔ ۵۴۹۰، الآحاد والمثانی، از: ابن عمرو الشیبانی)

''حضرت سہلؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک اونٹ کو دیکھا کہ اس کی پیٹھ اور پیٹ باہم مل گئے تھے (کمزوری اور بھوک کے سبب) آپ ﷺ نے فرمایا: ان بے زبان چوپائیوں کے بارے میں اللہ کا خوف کھاؤ، یہ صحت مند ہوں تو انہیں کھاؤ اور تندرست ہوں تو انہیں کھاؤ اور صحیح سلامت ہوں تو ان پر سواری کرو،،۔

حدیث ایک طرف تو حیوانات کے حقوق اور ان سے حسن سلوک کا اصول بیان کرتی ہے تو دوسری طرف ان کے گوشت سے استفادے کی شرائط اور آداب کا ذکر کرتی ہے، بدقسمتی سے حدیث نبوی میں پائی جانے والی ہدایات کو اپنی زندگیوں میں نظر انداز کر دینے کے جرم نے آج امت مسلمہ کو یہ دن دکھایا ہے کہ مغرب

آج حیوانات کے حقوق کا چیمپئن بنا ہوا ہے، جانوروں کی بہبود کے لیے کئی انجمنیں وہاں کام کررہی ہیں۔
اس وقت حدیث پاک کا دوسرا پہلو ہمارے پیش نظر ہے جو جانوروں کا گوشت کھانے سے متعلق ہے، بلکہ آپ کے ارشاد میں یہ تنبیہ بھی موجود ہے کہ خود جانوروں کی خوراک کا ایسا انتظام کرنا ضروری ہے جس سے ان کی صحت برقرار رہے اور وہ بظاہر اچھی اور موٹا کرنے والی خوراک کے نام پر ایسی چیزیں کھانے پر مجبور نہ کیے جائیں۔ جن میں کئی بیماریوں کے جراثیم پائے جاتے ہوں۔ گزشتہ برسوں میں یورپ وامریکا میں بڑے پیمانے پر منہ کھر(Mouth and foot)اور گائے کے پاگل پن(Mad cow) کے امراض اسی طرح کی ناپاک خوراک(feed) کے نتیجے میں پیدا ہوئے تھے۔ جانوروں سے یہ بیماریاں تیزی کے ساتھ انسانوں میں منتقل ہوجاتی ہیں اور گوشت اس کا بنیادی سبب ہے۔ حدیث کے الفاظ میں یہ اشارہ بھی پایا جاتا ہے کہ جانور کی لاغری ایک مرض ہے اور دیگر امراض کی پیدائش کا باعث بنتی ہے، لہذا لاغر جانور کے گوشت سے بھی اجتناب بہتر ہے، ان سب اصولوں کی بنیاد پر آج دنیا میں صحت حیوانات(veterinary) کا شعبہ باقاعدہ سائنس کی ایک شاخ بن چکا ہے۔

حشرات اور آبی حیوانات میں ابلاغی صلاحیت

عن ابی امامة ان رسول الله ﷺ قال: ان الله وملائكته واهل السموات والارضين حتى النملةفی جحرهاوحتى الحوت ليصلون على معلمى الناس الخير. (سنن ترمذی:۲۶۵۸)

''حضرت ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے اہل آسمان وزمین یہاں تک کہ اپنے بل میں موجود چیونٹی اور (سمندر میں تیرتی) مچھلیاں بھی بھلائی کی تعلیم دینے والوں کو دعائیں دیتی ہیں،،۔

حدیث مبارکہ میں زمین وآسمان کی ساری مخلوقات کے مجموعی ذکر کے ساتھ چیونٹی اور مچھلی کا باقاعدہ نام لیا گیا ہے شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں میں زبردست ابلاغی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ ایک تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ ہر چھوٹی بڑی چیونٹی کے دماغ میں حساس اعصابی خلیوں کا ایک ایسا نظام پایا جاتا ہے جو لاتعداد کیمیائی اور بصری پیغامات وصول کرتا ہے اور انہیں سمجھتا ہے۔ چیونٹی کی آنکھیں ایک سے زائد عدسوں سے مل کر بنی ہیں اس کے سر کے بال برقی اشاروں کو بھیجنے، وصول کرنے کے علاوہ انگلیوں اور ناک کا کام بھی سرانجام دیتے ہیں، اپنے انہی حساس اعضا سے چیونٹی شکار کا تعاقب، ساتھیوں سے رابطہ، خطرے کی اطلاع اور اپنی بستی کے تحفظ کے سلسلے میں بے مثال رابطے کرتی ہے۔

بالکل اسی نوعیت کی حیرت انگیز صلاحیت مچھلیوں میں بھی پائی جاتی بلکہ بعض بڑی مچھلیاں پانی میں ہزاروں میل دور تک اپنا پیغام پہنچا اور دوسری طرف سے آنے والے پیغامات وصول کرسکتی ہیں۔ (مجلّہ نیشنل

جیوگرافک ،ج ۱۶۵/ ۷۵/۵،ایس ،۰۶/این)چیونٹیوں میں اطلاعات کا یہ عمل بذریعہ آواز بھی ہوتا ہے، یہ آواز وہ اپنے اعضا کو زمین یا کسی اور چیز پر رگڑنے سے پیدا کرتی ہے۔کبھی کبھار آواز پیدا کرنے کے لیے اپنے جسم کے بعض حصوں کو باہم رگڑتی ہیں، آواز کا یہ ارتعاش ہوا کی لہروں کے ذریعے دوسروں تک مطلوبہ پیغام پہنچا دیتا ہے۔(چیونٹی ایک معجزہ،ص۴۰،از:ہارون یحیی)

ماہر طبیعات اور محقق کینتھ واکر نے مشرقی افریقا کے جنگلوں میں اپنی شکاری مہمات کے دوران جانوروں کے باہم رابطوں اور پیغام رسانی پر تحقیق کی ہے اور اپنے مشاہدات بیان کیے ہیں، اس کا کہنا ہے کہ یہ رابطہ اور متوقع خطروں سے آگہی کا عمل مختلف النوع جانوروں کے مابین جاری رہتا ہے۔پرندے حشرات الارض اور آبی حیوانات بھی اس عمل میں شریک ہوتے ہیں۔اس رابطے کے ذریعہ دفاعی منصوبہ بنایا جاتا ہے۔ہم جولیوں کو طلب کیا جاتا ہے اور مل کر مقابلہ کیا جاتا ہے۔(جانوروں کا جذبہ قرآنی ، ص۲۰ تا آخر کتاب،از:ہارون یحیی)

خاص طور پر چیونٹی کی گفتگو کے بارے میں ایک واقعہ تو قرآن مجید میں بھی مذکور ہے۔(دیکھیے:سورۃ النمل ۱۸-۱۹:)

شاید اب یہ سمجھنا مشکل نہیں رہا کہ چیونٹی اور مچھلیاں کس طرح معلمین خیر کے حق میں دعائیں کرتی ہیں۔

جانوروں میں شعور

عن ابن عباسؓ ان رسول اللہ رای رجلا اضبع شاۃیرید ان یذبحھا فوضع رجلہ علی عنقھاوھو یحد شفرتہ وھی تلحظ الیہ ببصرھافقال النبی اترید ان تمیتھا موتات ھلا حددت شفرتک قبل ان تضجعھا(مستدرک،از:امام حاکم نیشاپوری۔۷۵۷۰،مصنف ابن شیبہ۔۸۶۰۸)

''حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریمﷺ نے ایک شخص کو دیکھا، وہ بکری کو لٹا کر ذبح کرنا چاہتا تھا، اس نے اپنا پاؤں بکری کی گردن پر رکھا ہوا تھا اور اپنی چھری تیز کر رہا تھا اور بکری اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔آپﷺ نے (یہ منظر دیکھ کر) فرمایا: کیا تم اسے کئی بار مارنا چاہتے ہو، آخر تم نے اسے لٹانے سے پہلے اپنی چھری کیوں تیز نہ کی''۔

آنحضرتﷺ (کی حیاتِ ظاہرہ) کا زمانہ گزرے اب ڈیڑھ ہزار برس ہونے کو ہیں، لیکن آج تک متعدد لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ حیوانات شعور واحساس سے عاری مخلوق ہیں۔جبکہ یہ واقعہ اس وقت بھی واضح کر رہا تھا کہ حیوانات میں ادراک وشعور کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔نبی کریمﷺ کی تنبیہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حیوانات بھی اردگرد کے مناظر اور متوقع خطرات سے متاثر ہوتے ہیں، موت سے پہلے موت کی کیفیت سے گزرنا جانوروں کے لیے بھی اتنا ہی اذیت ناک ہے جتنا کسی باشعور مخلوق کے لیے

☆حافظ علی تکبیرۃالاحرام جماعۃ،واکثر المکث فی المسجد ،وعود نفسک المبادرۃ للصلاۃ ،لتجد السرور.☆

ہوتا ہے۔حیاۃ الحیوان کی قدیم کتابوں میں بھی اگر چہ شعور حیوانات کا تذکرہ ملتا ہے لیکن جانوروں کی بودوباش اورطرز زندگی پر ہونے والے جدید تجربات سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ان میں حیرت انگیز احساس وشعور پایا جاتا ہے۔اپنی اسی صلاحیت کے تحت مختلف الاجناس جانور ایک دوسرے کو بروقت خطرے سے آگاہ کرتے ہیں اوراجتماعی دفاع کے لیے منصوبہ بندی کرتے ہیں،تحقیق نگاروں کے مطابق یہ شعور محض چوپائیوں میں ہی نہیں پایا جاتا بلکہ پرندوں،آبی جانوروں اورحشرات الارض میں بھی یہ احساس موجود ہے۔(جانوروں کا جذبہ قربانی،از:ہارون یحیی،ص۱۲۰)

اس سلسلہ میں ایک اورحدیث مبارکہ کا ذکر بھی مفید ہوگا جس سے احساس حیوانات کا علم ہوتا ہے۔

عن ابن عمرؓ قال:امرنا رسول الله ان تحداالشفاروان توارى عن البهائم .(سنن ابن ماجہ:۳۱۷۲)

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے ہمیں(ذبح کے لیے)چھریاں تیز رکھنے اورانہیں جانوروں سے چھپانے کا حکم دیا،،۔

حیوانات میں جذبہ رحم دلی

عن ابى هريرةؓ:عن النبیﷺ قال:ان لله مآة رحمةانزل منها رحمةواحدة بين الجن والانس والبهائم والهوام فيها يتعاطفون ويتراحمون وبها تعطف الوحوش على ولدهاحتى ترفع الفرس حافرهاعن ولدهاخشيةان تصيبه .(صحیح بخاری۶۰۰۰،صحیح مسلم:۲۷۵۲)

''حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریمﷺ نے ارشاد فرمایا:بے شک اللہ کی رحمت کے سو درجے ہیں،اللہ نے ان میں ایک درجہ جنوں،انسانوں،جانوروں اورحشرات الارض کے لیے نازل فرمایا ہے۔یہ ساری مخلوق اسی ایک درجے کی بدولت آپس میں لطف ومہربانی کرتی ہیں اوراسی کے باعث جانور اپنے بچوں پر رحم کھاتے ہیں اورگھوڑی اپنا کھر اس لیے اٹھالیتی ہے کہ مبادا اس کے بچے کو نہ لگ جائے،،۔

یہ حدیث مبارکہ حیوانات میں جذبہ ترحم کا ذکر کرتی ہے،اصل قابل توجہ بات یہ ہے کہ لطف ومہربانی، شفقت،محبت اورنگہداری کی یہ صفات جن کا حدیث میں تذکرہ کیا گیا ہے بلاشعور نہیں برتی جاسکتیں،اس اعتبار سے حدیث حیوانات کے اندر شعوروادراک کو ثابت کرتی ہے۔زندہ حیوانات میں ذوی العقول (انسان وجن وغیرہ)اورغیر ذوی العقول(چوپائے اورحشرات وغیرہ)کی قدیم فلسفیانہ تقسیم اوران کی تعریفات کوآج ازسرنو دیکھنے اورمتعین کرنے کی ضرورت ہے۔کیونکہ جدید سائنسی مشاہدات بھی جانوروں میں عقل وشعور کوثابت کررہے ہیں۔جیسا کہ متعدد احادیث میں مختلف اسالیب کے ساتھ اس بات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ایک حدیث میں اس بات کی نشاندہی یوں کی گئی ہے۔

☆اياك والذنوب فانها مصدر الهموم والا حزان ،وهي سبب النكبات وباب المصائب والازمات .☆

حضرت عبدالرحمان بن عبداللہ اپنے والد کے توسط سے بیان فرماتے ہیں کہ: ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ کسی سفر پر تھے ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا تو دیکھا کہ ایک درخت پر فاختہ کے دو بچے ہیں، ہم نے انہیں اٹھالیا، تھوڑی دیر میں فاختہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر پھڑ پھڑانے لگی، آپ ﷺ نے فرمایا اس کے بچے چھین کر کس نے اسے اذیت پہنچائی ہے، وہ بچے اس کو واپس کردو، چنانچہ ہم اس کے بچے دوبارہ گھونسلے میں رکھ آئے،،۔(سنن ابوداود:۵۲۶۸، مسند ابن ابی شیبہ:۱۹۶)

کیمبرج یونیورسٹی کی ایک تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ جانوروں اور پرندوں میں انسانوں کی مانند شعور پایا جاتا ہے، جب کوئی پرندہ ہلاک ہوجاتا ہے تو اس کے ساتھی اس کی موت پر اکٹھے ہوکر رنج وغم کا اظہار کرتے ہیں۔(روزنامہ ''جنگ،، سنڈے میگزین صفحہ سائنس وٹیکنالوجی، ۱۳ جنوری ۲۰۱۳ء)

حیوان اور گفتگو

عن عبداللہ بن عفرؓ قال: ان رسول اللہ ﷺ دخل حائطا لرجل من الانصار فاذا فیہ جمل فلما رای رسول اللہ جرجر وذرفت عیناہ فاتاہ النبی فمسح سراتہ وذفراہ فسکن فقال: من رب ھذا الجمل فجاء فتی من الانصار فقال ھذالی یارسول اللہ فقال: افلا تتقی فی ھذہ البھیمۃ التی ملکک اللہ ایاھا فانہ یشکوا الی انک تجیعہ وتدئبہ. (صحیح مسلم:۳۴۲، سنن ابوداؤد:۲۵۴۹)

''حضرت عبداللہ بن جعفرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری شخص کے باغ میں گئے، وہاں ایک اونٹ موجود تھا وہ آنحضرت کو دیکھتے ہی زور سے رو پڑا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ نبی کریم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اس کی زبان کو سہلایا اور اس کی کنپٹیوں پر ہاتھ پھیرا تو یہ اونٹ چپ ہوگیا، آپ ﷺ نے پوچھا، اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ ایک انصاری نوجوان آگے بڑھا اور بولا یارسول اللہ ﷺ یہ میرا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس چوپائے کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتے؟ جبکہ اللہ نے تمہیں اس کا مالک بنادیا، یہ مجھ سے شکایت کررہا تھا کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور اس کو تھکاتے ہو،،۔

شعور حیوانات کے بارے میں بعض احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔ اس حدیث میں شعور سے ایک قدم آگے کی بات بتائی گئی ہے، آنحضرت ﷺ نے اونٹ کے شکایت کرنے کا تذکرہ فرمایا ہے، یہ شکایت بدن کی حرکات وسکنات کے ذریعے بھی ہوسکتی ہے۔ لیکن حدیث میں اونٹ کے رونے اور گلے سے آواز نکالنے کا واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ تلفظ اور کلام کی کوئی شکل ہوگی جسے سمجھنے کی استعداد ایک نبی کی حیثیت سے آپ ﷺ میں موجود تھی۔ سائنس اب تک تو جانوروں کی گفتگو کو برقی اور کیمیاوی اشارات کے ذریعے ہونا تسلیم کرتی ہے، ہوسکتا ہے آئندہ آنے والی تحقیقات کچھ اس سے زائد بھی ثابت کردیں۔ بنیادی

طور پر کلام الفاظ وحروف کا محتاج نہیں، اسی بنا پر قرآن میں وحی کو کلام کہا گیا ہے۔(الشوری:۵۱)
اور لغت عرب میں وحی محض خفیہ اشارے کو کہا جاتا ہے۔ چنانچہ جدید انکشافات کے مطابق برقی اور ریڈیائی اشارات کے ذریعے گفتگو اور کلام کا وقوع پذیر ہونا کسی بھی طرح غیر معقول نہیں ہے، اس اصول کو پیش نظر رکھیں تو ایک حدیث میں مزید حیرت انگیز حوادث دلچسپی کا باعث بنتے ہیں۔

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ درندے انسانوں سے بات چیت کریں گے اور آدمی سے اس کے کوڑے کا پھندنا اور جوتے کا تسمہ گفتگو کرے گا اور انسان کو اس کی ران یہ بتادے گی کہ اس کی عدم موجودگی میں اس کے گھر میں کیا کیا ہوا،،۔(صحیح ابن حبان:۶۴۹۴، سنن ترمذی:۲۱۸۲)

اسی حدیث کی بعض روایات میں ایک چرواہے کے ساتھ بھیڑیے کی گفتگو کا تذکرہ بھی وارد ہوا ہے، جس نے بالکل انسانوں کی مانند گڈریے سے بات کی،،۔(مسند البزار:۲۴۳۱، موارد الظمان:۲۰۱۹)

ایک اور صحیح حدیث میں ایک کسان کے ساتھ اس کی گائے کے ہم کلام ہونے کا واقعہ بھی نقل کیا گیا ہے۔(صحیح بخاری:۲۳۸۸، صحیح مسلم:۲۱۹۹)

اس لحاظ سے یہ واقعات کچھ اچھنبے کی بات نہیں کہ ہمارے موجودہ معاشرے میں بھی بعض پرندے اس حد تک تربیت یافتہ ہوجاتے ہیں کہ وہ باقاعدہ تلفظ کے ساتھ بات چیت کرتے ہیں اور بعض طوطے قرآن کی آیات تک یاد کرلیتے ہیں۔

یاد رہے کہ قرآن مجید میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ ہدہد (مرغ سلیمان) کی گفتگو کا واقعہ تو ایک زمانے سے معروف ہے۔(النمل:۲۰۔۲۸)

شجرہ نباتات کا ذی روح ہونا

عن ابن عمرؓ قال: کان النبی یخطب الی جذع فلمااتخذ المنبر تحول الیه فحن الجزع فاتاه فمسح یده علیه. وقال فصاحت النخلة صیاح الصبی ثم نزل النبی ﷺ فضمه الیه یئن انین الصبی الذی یسکن.(صحیح بخاری:۳۵۸۳)

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کھجور کے ایک خشک تنے کے سہارے کھڑے ہوکر خطبہ ارشاد فرماتے تھے، جب منبر تیار ہوا اور آپ ﷺ اس کی طرف منتقل ہوگئے تو یہ تنا، رو پڑا۔ آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور اپنا دست مبارک اس پر رکھا، حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ کھجور کا یہ درخت بچوں کی طرح چیخ اٹھا۔ آپ ﷺ نے منبر سے اتر کر اس تنے کو اپنی بانہوں میں لے لیا یہ بالکل اس بچے کی طرح سسکیاں لے رہا تھا جسے چپ کرایا جا رہا ہو،،۔

☆لاتتاثر من القول القبیح ،والکلام السیی الذی یقال فیک،فانه یؤذی قائله ولا یؤذیک.☆

یہ حدیث مبارکہ بہت واضح طور پر نباتات کے شعور اور جذباتی احساسات کو ثابت کرتی ہے۔جس زمانے میں یہ واقعہ نمودار ہوا اس وقت اس کی طبعی تفاصیل کا کوئی میکانیکی ادراک موجود نہیں تھا، پھر بھی کسی نے اس واقعہ کو اچھنبا قرار نہیں دیا۔اب تو نباتات وشجر وغیرہ کی حیات کا قضیہ اتنا عام ہو گیا ہے کہ بچوں کی گفتگو میں بھی اس کا تذکرہ سننے کو مل جاتا ہے۔اس موضوع پر تحقیقی مواد کی کوئی کمی نہیں۔

ایک امریکی کسان نے تحقیق کر کے ایسا آلہ ایجاد کیا ہے جو پودوں کی چیخ وپکار اور آوازوں کو انسانی حدود سماعت میں تبدیل کر سکتا ہے،اس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ پودا کب سے پیاسا ہے اور پانی کے لیے پکار رہا ہے۔اس تحقیق کے مطابق اب یہ سمجھنا ممکن ہو گیا ہے کہ پودے بھی خوشی وغم اور درد وتکلیف محسوس کرتے ہیں اور چیخ وپکار کر سکتے ہیں۔(اسلام پر چالیس اعتراضات کا جواب،ص ۱۱۵)

جمادات میں زندگی

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی تشریح میں فرمایا ہے کہ یہ کھجور کا خشک تنا تھا۔اور بعض روایات میں خشک لکڑی کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔شارح صحیح بخاری کا استدلال ہے کہ اس حدیث میں یہ دلیل پائی جاتی ہے کہ اللہ رب العزت جمادات میں بھی حیوانات کی طرح کا ادراک بلکہ ''اشرف الحیوان،، یعنی انسان جیسا شعور پیدا فرما سکتا ہے۔(فتح الباری:۶/۶۰۳)

اس سلسلے میں ایک اور حدیث بھی لائق مطالعہ ہے:

حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''میں مکہ مکرمہ کے اس پتھر کو خوب اچھی طرح جانتا ہوں جو بعثت کے بعد ہمیشہ مجھے سلام کیا کرتا تھا،،(مسند البزار:۴۲۵۵،معجم کبیر،از:امام طبرانی۔۱۹۶۲)

ان احادیث سے تو یہ شعور جمادات میں بھی ثابت ہو رہا ہے،البتہ سائنس دانوں کی تحقیق اس بارے میں ابھی جاری ہے۔اگر چہ کہا جاتا ہے کہ جمادات میں سے برقی لہروں اور ریڈیائی شعاعوں کا نکلنا اور عمل پذیر ہونا نیز ان میں مختلف برقی خواص کا پایا جانا حیات واحساس کی ہی ایک شکل ہے۔جبکہ کچھ تقلیدی معاشرے باقاعدہ جمادات کی حیات کے قائل ہیں۔(دیکھئے:وکی پیڈیا۔The concept of spiritism)

حیوانات اور حشرات(Animals and insects)

عن ابی ھریرةؓ:ان رسول اللہ قال:بینما رجل یمشی بطریق فاشتد علیه العطش فوجد بئراً فنزل فیھا فشرب ثم خرج فاذا کلب یلھث یاکل الثری من العطش فقال الرجل لقد بلغ ھذا الکلب من العطش مثل الذی بلغ منی فنزل البئر فملا خفه ماءً ثم امسکه بفیه حتی رقی فشکر اللہ له فغفر له :قالوا یا رسول اللہ:ان لنا فی ھذہ البھائم

اجرافقال فی کل کبدرطبۃاجو. (صحیح بخاری:۲۳۶۳،صحیح مسلم:۲۲۴۴)

''حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ایک شخص کسی راستے پر چلا جا رہا تھا، پیاس سے اس کا برا حال تھا، اچانک اس نے ایک کنواں دیکھا وہ اس میں اترا اور پانی پی کر باہر نکلا تو ایک کتے پر نظر پڑی جو شدید پیاس کے باعث ہانپ رہا تھا اور زمین چاٹ رہا تھا، وہ شخص سمجھ گیا کہ پیاس نے اس کو بھی ویسے ہی بے حال کر دیا جیسے مجھے کیا تھا۔ وہ دوبارہ کنویں میں اترا اس نے اپنا موزہ پانی سے بھرا اور منہ سے پکڑ کر اوپر چڑھ گیا، پھر کتے کو پانی پلا دیا، اللہ تعالیٰ نے اس عمل پر اس کی مغفرت فرمادی۔ صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ کیا جانوروں کے ساتھ نیکی میں بھی ہمیں اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر مرطوب جگر میں اجر ہے''۔

اگرچہ اس حدیث پاک کا آخری جملہ اس وقت ہمارے پیش نظر ہے، لیکن متعدد فوائد، واقعہ کا پس منظر اور دلچسپ انداز بیان کی وجہ سے ہم نے پوری حدیث یہاں نقل کردی ہے۔ صحابہ کرامؓ کے استفسار پر آپ ﷺ نے جو مختصر جواب مرحمت فرمایا، وہ بہت فنی معیار کا حامل ہے اور علم الحیوان (zoology) کا ایک جامع اصول اس جملے میں بیان کر دیا گیا، حیوانات میں حشرات (Insects) اور عام جانوروں کا فرق تو سب کو معلوم ہے لیکن نبی کریم ﷺ کا جملہ ''کبدرطبۃ'' اس تقسیم کی باریک علمی حیثیت کو واضح کرتا ہے، ان الفاظ کا عام فہم ترجمہ مرطوب جگر یا زندہ و تازہ جگر والا حیوان بھی کہا جا سکتا ہے اور ''مرطوب یا تر اندرون''، یعنی اندر سے مرطوب بدن رکھنے والا حیوان بھی اس کے لغوی مفہوم میں شامل ہے، اس اصطلاح سے خاص طور پر وہ حیوانات مراد ہیں جن میں خون گردش کرتا ہے اور ان میں جگر پایا جاتا ہے جو خون بنانے کا کام کرتا ہے۔ چنانچہ اس مخصوص تعریف سے تمام ایسے حشرات الارض خارج ہو جاتے ہیں جن کے بدن میں خون کی پیدائش اور گردش کا نظام نہیں پایا جاتا اور ان کے بدن کا اندرون بھی ان معنوں میں ''تر'' نہیں ہوتا جس کا اوپر تذکرہ کیا گیا ہے، حدیث کے الفاظ کی روشنی میں یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ ان کے بدن میں جگر نہیں ہوتا۔

آج علم الحیوانات میں باقاعدہ ایک شعبہ علم الحشرات (entomology) کے نام سے مستقل طور پر قائم ہے یہ تقسیم جو آج تحقیقی بنیادوں پر استوار ہے، اس کے بنیادی خدوخال حدیث میں بیان کر دیے گئے ہیں جو اشارات آپ نے فرمادیے تھے وہ آج علمی حقیقت کے طور پر ثابت ہو گئے ہیں۔ (دیکھیے: وکی انسائیکلوپیڈیا، مقالہ حیوانات، نیز حشرات)

....

•

☆اعلم ان من اغتابک فقد اهدی لک حسناته ،وحط من سیئاتک،وجعلک مشهورا،وهذه نعمة.☆